قرآن اور عہد نامہ قدیم کی روشنی میں تصورِ میراث کا تقابلی جائزہ

A Comparative Review/analysis of Concept of Inheritance in the Light of Qur'an and Old Testament

ڈاکٹر محمد اکرام اللہ

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ ودینیہ، جامعہ ہری پور drmikramullah@gmail.com

ڈاکٹر جنید اکبر

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ ودینیہ، جامعہ ہری پور

Abstract

Judaism is a Semitic religion the followers of which claim that its teachings are in line to the nature. Islam also is a Semitic religion the followers of which proclaim the same[1]. In both these religions, injunctions regarding the transfer of the estate of deceased can be found which are referred to as "LAWS OF INHERITANCE". This article attempts to analyses the teachings regarding inheritance in both religions. It was also tried to explore the injunctions about transfer of deceased's estate, who among the kindred of deceased are rightful to his estate and who are not. Besides, it was also tried to prove that Islamic teachings about inheritance are distinctly superior to teachings found in Judaism and accordingly these teachings are accordance with the nature.

Key words: Religion, Inheritance, Judaism, Islam, Nature

تمہید:

اسلام اور یہودیت دونوں الہامی مذاہب ہیں یہودی پیروکار قوم نبی موسیٰ یا بنی اسرائیل کہلاتے ہیں۔ اس کے دینی ادب میں تورات اور تلمود نہایت اہمیت کے حامل ہیں عصرِ حاضر میں یہودیوں کی تعداد 14 ملین ہے۔ اس وقت اسرائیل یہودی اکثریت والا واحد ملک ہے جہاں یہودی دین کے مطابق ملک کا آئین و قانون ہے[2] ان دونوں مذاہب میں مال کی حیثیت اور صاحب مال کے انتقال کے وقت اس مال کی ملکیت کے حقوق کی منتقلی کے احکام و قوانین موجود ہیں۔ میراث انسانی حیات میں اہم مسئلہ ہے۔ اسلام اور یہودیت میں جو مشترکات پائے جاتے ہیں ان میں ایک میراث کا قانون بھی ہے۔ زیر نظر مقالہ میں دونوں مذاہب کے قوانین میراث پہ تحقیق کی گئی ہے۔

سابقہ تحقیقی کام کا جائزہ:

احکام الترکات والمیراث : یہ الدکتور محمد ابوزھرہ کی تصنیف ہے۔ اس میں محققانہ انداز میں ترکہ و میراث کے احکام و قوانین کو بیان کیا گیا ہے لیکن یہودیت کے حوالے سے اس میں کوئی مواد نہیں۔

الاحكام الشرعية في الاحوال الشخصية للاسرائيليين:مسعود ابن شمعون کی تصنیف ہے۔اس میں میراث کے حوالے سے ناکافی گفتگو کی گئی ہے۔

التركة والميراث في الاسلام: دکتور محمد یوسف موسی کی کتاب ہے۔اس میں انہوں نے اسلام کے قوانین میراث نہایت تفصیل سے بیان کیے لیکن یہودیت کے قوانین میراث پہ انتہائی مختصر تبصرہ کیا۔

المقارنات والمقابلات بين احكام المرافعات والمعاملات والحدود في الشرع اليهودي: ونظائرها من شريعة الاسلامية یہ محمد حافظ صبری سابق مصری قاضی کی تصنیف ہے۔اس میں یہودی قانونِ میراث کے حوالے سے انتہائی محدود مواد ہے۔

مقارنة الاديان :اليهودة: احمد شلبی کی کتاب ہے۔اس میں یہودیت کے حوالے سے کافی مفید معلومات ہیں۔لیکن میراث کے حوالے سے بہت کم مواد ہے۔

شرح السراجية : سید شریف جرجانی کی اس تصنیف میں اسلامی میراث مکمل و مدلل بیان ہوئی لیکن یہودی قانون میراث پہ کچھ بھی نہیں لکھا گیا۔

الميراث في الاسلام و القانون :ڈاکٹر احمد غندور کی اس کتاب میں اسلامی قوانین میراث کا بیان ہے۔لیکن مطلوبہ معلومات نہ ہونے کے برابر ہیں۔

كشف الغوامض من في فن الفرائض: یہ سفیان بن محمد راشدی کی تصنیف ہے جس میں انہوں نے میراث کی بنیادوں اور علتوں کے ساتھ مسائل میراث کا مدلل ذکر کیا ہے۔لیکن ہمارے موضوع کے حوالے سے اس میں بھی کوئی خاطر خواہ مواد دستیاب نہیں۔

نظام المواريث في الشريعة الاسلامية علي المذاهب الاربعة: عبدالعظیم جودہ فیاض کی یہ تصنیف فقہائے اربعہ کے مذاہب کے مطابق میراث کی تفصیل بیان کرتی ہے۔

ان تمام کتابوں میں اسلامی میراث کا بیان تفصیل سے مل جاتا ہے لیکن یہودی قانونِ میراث یا تو سرے سے بیان ہی نہیں کیا گیا، یا صرف ایک آدھ جزئی بیان کرنے پہ اکتفاء کیا گیا ہے۔

میراث:

میراث عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی وراثت، مال وراثت یا میت کے ترکے کے آتے ہیں۔اس کی جمع مواریث آتی ہے۔

"الإرث وقد يرادفه الميراث فهو تركة الميت هي عادة توريث ممتلكات أو ألقاب أو ديون أو مسؤوليات عند وفاة أحد الأشخاص. وهي من العادات الأساسية في المجتمعات. وقوانين الميراث يختلف من مجتمع إلى آخر وما بين الأديان وكما أنه تطور عبر الأزمان ، مما يؤدي لوجود نُظُم للميراث مختلفة بين الشعوب"[3]۔

ترجمہ: ارث اور میراث آپس میں مترادف الفاظ ہیں۔ اور ان سے مراد میت کا ترکہ ہوتا ہے۔ عام طور پر کسی شخص کے مرنے پر اس کی ملکیت، عنوانات، قرضے اور اس پر موجود ذمہ داریاں اس کی وراثت تصور کی جاتی ہیں۔ یہ معاشرے کا ایک بنیادی عنصر ہے۔ وراثت کے قوانین مختلف معاشروں اور مختلف ادیان میں ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔

علم المواریث:

علم المواریث یا علم الفرائض اس علم کو کہتے ہیں، جس سے میت کے ترکہ کی مستحقین پر تقسیم کی کیفیت معلوم ہو[4]۔ اس کو علم الفرائض بھی کہا جاتا ہے۔ فرائض کی لغوی و اصطلاحی تعریف:

"التعريف اللغوي :الفرائض جمع فريضة، وهي في اللغة مشتقة من الفرض، والفرض يأتي لمعانٍ عدة منها: التقدير والقطع والحز[5].التعريف الاصطلاحي :هو علم يعرف به من يرث ومن لايرث ومقدار ما لكل وارث"[6]۔

فرائض فریضۃ کی جمع ہے۔ اور فریضۃ فرض سے مشتق ہے جو کہ کئی معانی کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ مقرر کرنا، کاٹنا، الگ کیے بنا کاٹنا۔

اصطلاح شریعت میں اس سے مراد وہ علم ہے جس کے ذریعے وارث، غیر وارث اور وارث کا حصہ معلوم ہو۔

یہودیت میں قانون وراثت

یہودیت کے ہاں اسباب میراث چار ہیں۔ 1۔البنوة،2. الابوة، 3. الاخوة، 4. العمومة[7]، اور تین بنیادی قاعدے ہیں[8]

1. عورت کسی بھی چیز میں وارث نہیں ہو گی۔ بیٹی اصلا وارث نہیں ہو گی۔ خاوند بیوی کا وارث ہو گا لیکن بیوی خاوند کی وارث نہیں ہو گی[9]۔
2. جب وارث کا کوئی بیٹا نہ ہو تو بیٹیاں برابری کے ساتھ وارث ہوں گی، لیکن ایک شرط کے ساتھ۔ اور وہ یہ کہ یہ لڑکیاں اپنے ہی قبیلے کے کسی مرد سے شادی کریں گی۔ اور اگر کسی لڑکی نے اپنے والد کی حیات میں قبیلے سے باہر کسی مرد سے شادی کر لی تو وہ والد کی میراث سے محروم ہو گی[10]۔
3. بڑا بیٹا دوسرے بیٹوں کی بہ نسبت دوگناہ حصہ میراث میں سے لینے کا حقدار ہو گا۔ اگر ایک مرد کی دو بیویاں ہوں۔ ایک سے محبت کرتا ہو اور دوسری سے نہ کرتا ہو۔ جس سے محبت نہ ہو اس سے بڑا بیٹا اور محبوبہ سے چھوٹا بیٹا ہو تب بھی بڑے بیٹے کو دوگناہ میراث ہی دینی ہو گی[11]۔

یہودیت میں وراثت کی مختلف صورتیں

ابتدائی یہودی مذہب اور زمانہ قدیم کی دوسری اقوام میں وراثت کا رائج طور طریقہ یہ تھا کہ مرنے والے کی ساری جائیداد اس کے بعد اس کے سب سے قریبی خونی رشتہ دار کی ہو جاتی تھی۔ عموماً سب سے پہلا بیٹا خاندان کا سربراہ ہونے کی وجہ سے خاندانی جائیداد کا

مالک ہو جاتا تھا[12]۔ اگر مرنے والے کا کوئی بیٹا نہ ہوتا تو وہ بغیر کسی رشتہ دار کے اپنے معتمد دوست کو اپنا وارث متعین کر دیتا تھا۔ لہذا ابراہیمؑ جب بے اولادی سے مایوس ہوئے تو اپنے بھتیجے کے ہوتے ہوئے اپنے غلام کو وارث مقرر کرنے والے تھے[13]۔ اگرچہ خونی رشتہ دار موجود تھا۔ اس کے باوجود والد کو حق تھا کہ وہ کسی بھی بچے کو وارث مقرر کر سکتا تھا۔ سارہ جو کہ نہیں چاہتی تھیں کہ اسماعیلؑ اس کے بیٹے اسحٰقؑ کی وراثت میں حصہ دار بنے۔ لہذا انھوں نے ابراہیمؑ کو کہا کہ وہ ہاجرہ اور اس کے بیٹے کو گھر سے لے جائے[14]۔ بعد میں ابراہیمؑ نے انہیں باندیوں کے ساتھ تحائف دے کر رخصت کیا تا کہ وہ اسحٰقؑ کی وراثت میں مداخلت نہ کریں[15]۔ تاہم ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ یعقوبؑ نے اپنی بیویوں اور لونڈیوں کے بچوں میں کوئی تفریق نہیں کی اور اپنے پوتوں کو بھی وارث بنایا[16]۔ ان کے دو پوتے افرائیم[17] اور فنسی[18] یعقوب کے بیٹوں کی طرح یعقوب[19] کے وارث ہوئے۔[20] ان دنوں بیوہ کا اپنے خاوند کی وارثہ ہونے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا تھا۔ نہ ہی بیٹی اپنے والد کی وارث ہو سکتی تھی[21]۔ کیونکہ شادی کے وقت والد، بھائی یا اور رشتہ دار اسے جو کچھ دیکر رخصت کرتے تھے وہ اس خاندان کا ہو جاتا تھا۔ جس میں اس کی شادی ہوتی تھی[22]۔ اس کے برعکس ایک واقعہ ایسا ہوا جب ایوب نے اپنی بیٹیوں کو بیٹوں کے برابر حصہ دیا[23]۔ راخل[24] اور لیاہ[25] نے بھی یعقوب سے باپ کی طرف سے رواثت نہ ملنے کی شکایت کی۔ [26]

صلافحاد[27] کا واقعہ:

صلافحاد کی بیٹیوں کے اٹھائے جانے والے سوالات کے نتیجے میں موسیٰؑ نے کچھ عمومی قوانین وراثت متعین کیے۔

"اگر آدمی مرتا ہے اور اس کا کوئی بیٹا نہیں ہے تو اس کی بیٹی وارث ہو گی[28]۔ اگر کوئی بیٹی نہیں تو بھائی وارث ہو گا۔ اگر مرنے والے کا کوئی بھائی نہیں تو اس کے والد کے بھائی کو وراثت ملے گی۔ اگر اس کے والد کا کوئی بھائی نہیں اور خاندان میں اس کا جو بھی قریبی رشتہ دار ہو گا وہ اس کا وارث ہو گا"[29] ۔

بیٹی جب وارث بنے گی تو وہ اپنے خاندان / قبیلہ میں ہی شادی کرے گی[30]۔ (یہ پابندی عبرانیوں / ربّیوں نے ختم کر دی تھی)

ربانی / ربّی / عبرانی قانون:

ربّیوں نے کہا کہ جو پہلے وارث بنے گا وہ اسی ترتیب سے وراثت منتقل کریگا۔ جیسا کہ باپ سب سے پہلا وارث ہوتا ہے[31]۔ ربّیوں نے انجیل کے نامکمل قوانین کو ایسے بیان کیا۔

i بیٹے اور ان کی اولاد
ii بیٹیاں اور ان کی اولاد
iii باپ
iv بھائی اور ان کی اولاد
v بہنیں اور ان کی اولاد
vi دادا
vii باپ کے بھائی اور ان کی اولاد
viii باپ کی بہنیں اور ان کی اولاد
ix دادا کا باپ (پردادا) وغیرہ[32]

اس فہرست کے ساتھ ربّیوں نے ایک اور وارث کا بھی اضافہ کیا جو کہ خاوند ہو گا کیونکہ وہ بھی قریبی رشتہ داروں میں آتا ہے[33]۔

استثنائی صورت حال:

مرنے والے کے ہر بیٹے کو برابر حصہ ملے گا۔ صرف بڑے بیٹے کو دوہرا ملے گا[34]۔ اسطرح ناجائز بیٹا اور وہ بیٹا جو والد کے مرنے کے بعد پیدا ہوا وہ بھی قانونی وارث ہیں[35]۔ لیکن غیر یہودی اور غلام کا بیٹا اس میں شامل نہیں[36]۔ مرتد یہودی کو بھی حق وراثت حاصل ہے۔ تاہم عدالت اس کو اس حق سے محروم کر سکتی ہے۔ جس طرح نو مذہب یہودی کو غیر یہودی ریاست حق وراثت سے محروم کر سکتی ہے اسی طرح یہودی ریاست مرتد یہودی کو بھی محروم کر سکتی ہے[37]۔ جو بیٹا والد کی موجودگی میں مر جائے اس کے بیٹے اس کے حصے کے وارث ہیں[38]۔ اگر کوئی بیٹا ماں کے سامنے مر جائے اور اس کا کوئی بچہ ہو تو اس کے سوتیلے (ماں کی طرف سے سوتیلے) بھائی اس کے وارث نہیں ہیں۔ لیکن اگر بیٹا ماں کی وفات کے ایک گھنٹہ تک زندہ رہا تو وہ اپنی ماں کا وارث ہے۔ اور اس کی وفات پر اس کے بھائی اس کے اس حصہ کے وارث ہیں[39]۔ جہاں بیٹے یا بیٹوں کی اولاد نہ ہو تو وہاں بیٹیاں اور ان کی اولاد وارث بن جاتی ہے،

"سادوسیس" کے مطابق بیٹے کی زندہ بیٹی وارث ہے۔ لیکن "جوہانن" کے مطابق بیٹا اور اس کی اولاد پہلی وارث ہے[40]۔ "کریتیوں" کے مطابق والد کی وراثت میں بیٹیاں، بیٹوں کے برابر حقدار ہیں[41]۔ "ربیؔ" بیٹی کی وراثت نہ ماننے کے باوجود کہتے ہیں کہ جب تک وہ کنواری ہیں ان کی ضروریات پوری کرنا بھائیوں کی ذمہ داری ہے[42]۔

اگر اولاد میں سے کوئی وارث نہ ہو تو وراثت اجداد کی طرف منسوب ہو جائیگی۔ گرچہ انجیل میں والد قانونی وارث نہیں ہے۔ لیکن ربیؔ ں نے اس کو بھائیوں سے مقدم وارث کہا ہے۔ تاہم والد اور والدہ کا اپنے نومولود فوت شدہ بچوں کا حصہ بطور رواشت لینا منحوس خیال کیا گیا ہے۔ مرنے والے کی ماں اور اس ماں سے ہونے والے دوسرے بچے وراثت کے حقدار نہیں ہیں کیونکہ قانون یہ ہے کہ خاندان کی بنیاد والد کے رشتہ سے ہے نہ کہ والدہ کے رشتہ سے[43]۔

خاوند اور بیوی:

خاوند اپنی بیوی کا وارث ہو گا جبکہ بیوی خاوند کی وارث نہیں ہو گی۔ تاہم جب تک وہ غیر شادی شدہ رہے گی اس کی گزر بسر کا انتظام ہو گا۔ خاوند صرف اس ملکیت کا وارث ہو گا جو بیوی کی ذاتی ملکیت ہو گی۔ متوقع ملکیت کسی رشتہ دار کی طرف سے یا وہ قرض جس میں رہن وغیرہ نہ ہو اس میں خاوند کا حصہ نہیں۔ خاوند اگر بیوی سے پہلے مر جائے تو وہ وارث نہیں ہو گا، نہ ہی اس کے رشتہ داروں کو بیوی کی وراثت ملے گی۔ مرد اپنی منگیتر کا وارث نہیں ہے۔ بعد میں حکام نے اس بیوی کا وارث خاوند کو بنایا ہے جو شادی کے فوراً بعد بغیر بچوں کے مر گئی۔ ناجائز بیوی کا وارث صرف کچھ صورتوں میں خاوند ہو گا۔ مرتد بیوی کا وارث بھی خاوند ہو گا۔

صلہ رحمی کی شادی:

وہ آدمی جس نے بھائی کے مرنے کے بعد اس کی بیوہ سے شادی کرنے کی ذمہ داری پوری کی۔ وہ اپنے بھائی کا وارث بن گیا۔ لیکن والد کی طرف سے اس بھائی کے حصے کا وارث نہ ہو گا، جبتک کہ والد اس بھائی سے پہلے نہ مر جائے۔ کیونکہ وہ بھائی کی حقیقی وراثت کا اہل ہے نہ کہ متوقع وراثت کا۔ اگر اس نے صلہ رحمی کی شادی نہیں کی لیکن "HaliZah[44]" کی رسم پوری کی تو وہ باقی بھائیوں کی طرح اپنے بھائی کا وارث ہو گیا۔ بعد میں قانون بنا کہ جو بھائی کی بیوہ کو آزاد کر دیں تو بھائی کی ملکیت دو حصوں میں تقسیم ہو جائے گی۔ جس کا

ایک حصہ بیوہ کو اور دوسرا "Yabam"[45] کو جو "HaliZah" کی رسم پوری کرے گا[46]۔ تاہم اس مسئلہ میں بہت اختلاف ہے لہذا عدالت کو اختیار ہے جو چاہے اس بارے میں فیصلہ دے۔ اور اگر "Yabam" اور "HaliZah" کے بغیر مر جائے تو اس کے خاوند کے وارثوں کو وہ رقم ملے گی جو شادی میں اس عورت کے لیے لکھی گئی۔ اور مہر کا آدھا بھی ملے گا۔ باقی جو بچ جائے گا وہ عورت کے خاندان کو ملے گا۔ جب دو آدمی کسی کے وارث کے ہونے کی گواہی دے دیں تو وہ وارث تصور کیا جائے گا۔ تاہم اگر مرنے والا وصیت میں کسی کو اپنا بیٹا نامزد نہ کرے تو بعد میں گواہی کے باوجود اس کو وراثت میں حصہ نہیں ملے گا۔ باپ کا وصیت نامہ صرف بیٹوں کے بارے میں صحیح ہے۔ بھائیوں یا دوسرے رشتہ داروں کے بارے میں نہیں۔ متبنّی کی شناخت دو قانونی گواہ کریں گے۔ اس کے بعد ورثاء کو وراثت کی اجازت ملے گی[47]۔

وصیت کا معاملہ :

اگر کوئی مرنے والا یہ کہے کہ فلاں بیٹا میرا وارث نہیں ہے۔ یا وہ اس کی جگہ جسی اجنبی کو مقرر کر دے تو انجیل کے مطابق یہ جائز نہیں ہے۔ تاہم نابالغ کے لیے عدالت سرپرست مقرر کر سکتی ہے۔ اگر تقسیم کے وقت کوئی نیا وارث آ جائے یا کوئی اپنا قرض لینے آ جائے تو تقسیم نئے سرے سے دوبارہ ہو گی۔ سارے وارث پارٹنر تصور ہوں گے۔ اگر وہ اکٹھے رہتے ہیں تو اپنی ضروریات کے مطابق عام خرچہ کریں گے۔ اگر کوئی بڑا خرچہ سامنے ہو تو تقسیم کے وقت سامنے لایا جائیگا۔ جہاں بالغ اور نابالغ ورثاء ساتھ ہوں اور بالغوں نے محنت کے ساتھ وراثت کی ملکیت کو بڑھایا تو جتنا اضافہ ہو گا، وہ سب آپس میں تقسیم کریں گے۔ تاہم اگر کوئی بالغ عدالت کے سامنے اپنا حصہ علیحدہ کرے اور اس پر محنت کر کے اسے بڑھائے تو وہ اس کا ہو گا[48]۔

کپڑوں کی وراثت میں تقسیم:

تقسیم وراثت کے وقت باپ کی طرف سے ملنے والے وارثوں کے کپڑے بھی تقسیم کیے جائیں گے۔ تاہم بیوی اور بچوں کے کپڑے اس میں شامل نہیں۔ اس تخمینہ میں مختلف مواقع پر پہننے والے کپڑے شامل ہیں[49]۔

وارث ہونے کا ثبوت:

وہ وارث جن کی حیثیت مشکوک ہو وہ ان وارثوں سے الگ ہو جائیں گے جو خود کو وارث ثابت کریں گے[50] اگر مشکوک ورثاء کے دو حصے ہو جائیں اور حقائق ثابت کرنا ممکن نہ ہو تو وراثت تقسیم ہو جائے گی[51]۔ مثال کے طور پر ایک آدمی اور اس کا نواسہ قتل ہو جائیں اور یہ نہ معلوم ہو کہ پہلے کون قتل ہوا۔ اور اس آدمی کے وارث یہ دعوی کریں کہ نانا، نواسے سے پہلے قتل ہوا۔ لہذا ان کے ہوتے ہوئے نواسہ کو وراثت نہیں ملے گی دوسری طرف نواسے کے وارث دعوی کریں کہ نواسہ پہلے قتل ہوا۔ لہذا نانا کی ساری وراثت پہلے انہیں ملے گی۔ ایسی صورت حال میں ملکیت دونوں فریقین میں تقسیم ہو گی[52]۔ "تلمود" میں ایسے کئی واقعات ہیں۔ بعض دفعہ موجودہ مالک کو وراثت ملی اور بعض دفعہ مذکورہ بالا طریقے سے تقسیم ہوئی۔ نو مذہب جو لاولد ہے اس کی وراثت اس کو ملے گی جو سب سے پہلے اس کا مالک ہو گا[53]۔ مجرم کی ملکیت جس کو سزا ہو اس کی وراثت اگر بچ جائے تو عام طریقے سے تقسیم ہو گی۔ اگر اس نے بغاوت کا جرم کیا تو اس کی جائیداد ضبط بھی ہو سکتی ہے[54]۔

یہودیت میں وراثت کے حقدار

1 پہلوٹھی کا بیٹا: سب سے پہلے نمبر کے بیٹے کو پہلوٹھی کا بیٹا کہتے ہیں۔ اس کو میت کی وراثت میں دوسرے بھائیوں کی نسبت دوگناہ حصہ ملے گا[55]۔

2 باقی بیٹے: باقی بیٹے بھی وراثت کے حقدار ہیں۔ لیکن ان کا حصہ بڑے بیٹے کی نسبت آدھا ہو گا[56]۔

3 بیٹیاں: بیٹیاں اصلاً وراثت کی حقدار نہیں ہیں۔ وراثت میں سے انہیں ان کی شادی تک (فی روایۃ: 12 سال کی عمر تک) صرف نفقہ ملے گا۔ یا پھر انہیں قرابت داری میں ہی شادی کرنی پڑے گی۔ یا اگر میت کی مذکر اولاد بھی نہ ہو اور پوتے بھی نہ ہوں تو پھر بیٹی کو رواثت میں سے حصہ ملے گا۔ باپ کی زندگی میں شادی کرنے سے بالکلیہ وہ وراثت سے محروم ہو گی۔ یا پھر اسے شادی سے محروم رہنا پڑے گا[57]۔

4 میاں / بیوی: عھد نامہ قدیم میں میاں بیوی کی میراث کے حوالے سے کوئی صراحت نہیں ہے۔ بعض مقتدایان مذہب کے ہاں خاوند تو بیوی کی میراث کا حقدار ہے لیکن بیوی کو خاوند کی میراث سے کچھ نہیں ملتا[58]۔

5 والدین: عھد نامہ قدیم میں والدین کی وراثت کے حوالے سے کچھ بیان نہیں کیا گیا۔ والدہ بیٹے اور بیٹی دونوں کی وراثت سے محروم ہے[59]۔

6 بھائی / بہنیں: مذکر ہی اصلاً وارث ہیں۔ ان کے نہ ہونے کی صورت میں مؤنث کو میراث ملتی ہے[60]۔ اور بیٹوں اور پوتوں کی عدم موجودگی میں بھائیوں کو میراث ملے گی[61]۔

7 چچا: بیٹوں، پوتوں اور بھائیوں کی عدم موجودگی میں چچا میراث لے سکتے ہیں[62]۔

8 قریب ترین رشتہ دار / ذوی الارحام (الاقرب فالاقرب): مذکورہ بالا ورثاء کے نہ ہونے کی صورت میں باقی قریبی رشتہ داروں میں الاقرب فالاقرب کے قاعدے کی روشنی میں صرف مذکر رشتہ دار ہی وراثت کے حقدار ہوں گے[63]۔

9 مقدم قابض: اگر مذکورہ بالا ورثاء نہ ہوں تو جس آدمی نے بھی سب سے پہلے متوفی کی میراث پہ قبضہ کر لیا تو تین سال تک وہ میراث اس کے پاس بطور عاریت کے ہو گی۔ اور اگر تین سال تک کوئی بھی وارث سامنے نہ آیا تو یہ میراث اس کی ملکیت میں چلی جائے گی[64]۔

اسلامی قانون وراثت

اسلام سے پہلے کے زمانے میں عرب میں وراثت صرف مردوں میں تقسیم ہوتی تھی[65]۔ اسلام کے جامع نظام میراث نے صاحب حق کو اس کا حق دیا، اسلام ہر وارث کا حصہ مقرر کرتا ہے[66] اور وراثت کی بنیاد قریبی رشتہ داری قرار دیتا ہے[67] نہ کہ ضرورت مند کی ضرورت[68]۔ قریبی رشتہ داری سے مراد خون کا رشتہ یا نکاح کا رشتہ ہے۔ ایسے کامل و اکمل نظام کی نظیر نہ پہلے دنیا میں تھی اور نہ

بعد میں دنیا میں ہو گی۔ اللہ تعالی نے صاف اعلان فرمادیا ہے:"لاتدرون ایهم اقرب لکم نفعا"[69]یعنی تمہیں معلوم نہیں کہ تم کو زیادہ فائدہ کس سے ہو گا؟ تمہارا اپنا بنایا ہوا قانون بیکار ہے"فریضة من الله"[70] یہ اللہ کا قانون ہے۔ کوئی انسان جب انتقال کر جاتا ہے تو اس کے چھوڑے ہوئے مال کو ترکہ کہا جاتا ہے[71]۔ اور ترکہ کے ساتھ بالترتیب چار حقوق متعلق ہوتے ہیں[72]۔ 1۔ میت کا کفن دفن، 2۔ میت کے قرض کی ادائیگی، 3۔ میت کی وصیت کا اتمام، 4۔ باقی ترکہ میت کے شرعی روثاء میں حسب حصص شرعیہ تقسیم کیا جائے گا[73] میراث تین طرح کے ورثاء کو ملتی ہے۔ 1۔ اصحاب فرائض یا ذوی الفروض، 2۔ عصبات، 3۔ ذوی الارحام[74]۔

1 اصحاب الفرائض:

اصحاب الفرائض یا ذوی الفروض ان ورثاء کو کہا جاتا ہے جن کا حصہ شریعت[75] میں متعین ہے[76]۔ یہ کل بارہ ہیں۔ چار مرد اور آٹھ عورتیں۔

i میت کا باپ

میت کا باپ اور میت کی مذکر اولاد (بیٹا، پوتا، پڑپوتا وغیرہ) ہو تو باپ کو بقیہ ترکہ کا چھٹا حصہ ملے گا[77]۔

میت کا باپ اور میت کی مونث اولاد (بیٹی، پوتی، پڑپوتی وغیرہ) ہو تو باپ کو چھٹا حصہ بھی ملے گا[78] اور ساتھ ساتھ باپ عصبہ بھی ہو گا[79]۔ اور اگر میت کو کوئی مذکر و مونث اولاد نہ ہو تو باپ تنہا ہونے کی صورت میں پورا ترکہ[80] اور دوسرے اصحاب فرائض کی ساتھ ہوں تو ان کو دینے کے بعد بچا ہوا ترکہ لے گا[81]۔

ii جد صحیح (دادا)

میت کا باپ زندہ ہو تو دادا کو میراث میں سے کچھ نہیں ملتا۔ اگر باپ زندہ نہ ہو اور میت کی مذکر اولاد (نیچے تک) موجود ہو تو دادا چھٹے حصے کا حقدار ہو تا ہے۔[82] اور اگر باپ نہ ہو اور میت کی مونث اولاد ہو تو دادا اس صورت میں چھٹے حصے کے ساتھ ساتھ بقیہ اصحاب الفرائض سے بچے ہوئے ترکہ کا بھی وارث ہو گا۔ اور باپ بھی نہ ہو، میت کی کوئی مونث اولاد بھی نہ ہو اور بقیہ اصحاب الفرائض بھی نہ ہوں تو دادا پورے ترکہ کا وارث ہو گا[83]۔ اور اگر اصحاب الفرائض ہوں تو ان کو دینے کے بعد باقی بچ جانے والے ترکہ کا وارث میت کا دادا ہے[84]۔

iii ماں شریک بھائی، 4۔ ماں شریک بہن [85]

اگر میت کی اولاد یا میت کے مذکر کی اولاد (اسکی اولاد نیچے تک) ہو، یا میت کا باپ یا دادا (اوپر تک) ہو تو اس صورت میں ماں شریک بہن بھائیوں کو کچھ بھی نہیں ملتا۔ اگر یہ سب نہ ہوں اور ایک ماں شریک بھائی یا ماں شریک بہن ہو تو اس کو چھٹا حصہ ملے گا۔ اور اگر ایک سے زیادہ ہوں تو ان کو ثلث (ایک تہائی) ملے گا[86]۔ ماں شریک بہن ہو یا ماں شریک بھائی ہو یہ آپس میں برابر کے حصہ دار ہوتے ہیں۔ مذکر کو مونث کا دوگنا والا قاعدہ ان پر لاگو نہیں ہو تا[87]۔

iv خاوند

میت کی اولاد[88] ہو یا اس کے مذکر کی اولاد (نیچے تک) ہو تو میت کا خاوند ایک چوتھائی کا حقدار ہوتا ہے۔ اور اگر میت کی اولاد یا میت کے مذکر کی اولاد (نیچے تک) نہ ہو تو میت کا خاوند آدھے حصے کا حقدار ہوتا ہے[89]۔

v بیوی

میت کی اولاد یا اس کے مذکر کی اولاد (نیچے تک) ہو تو بیوی خاوند کے ترکہ میں سے آٹھویں حصے کی حقدار ہو گی[90]۔ اور اگر میت کی اولاد یا اس کے مذکر کی اولاد (نیچے تک) نہ ہو تو بیوی میت کے ترکہ میں سے چوتھے حصے کی حقدار ہوتی ہے[91]۔

vi بیٹی

میت کی صرف ایک بیٹی ہو تو اسے ترکہ کا آدھا حصہ ملے گا۔ اگر دو یا دو سے زیادہ بیٹیاں بہن ہوں تو انہیں دو تہائی ملے گا[92]۔ جو ان سب کے درمیان برابر برابر تقسیم ہو گا[93]۔ اور اگر بیٹی یا بیٹیوں کے ساتھ بیٹا بھی ہو تو اصحاب الفروض کے ہونے کے صورت میں ان کو دینے کے بعد بقیہ پورا ترکہ[94] اور اصحاب الفروض نہ ہونے کی صورت میں ساری میراث بیٹوں اور بیٹیوں کے درمیان اس طرح تقسیم ہو گی کہ ہر بیٹے کو بیٹی کا دوگناہ حصہ ملے گا[95]۔

vii پوتی

بیٹیوں کی عدم موجودگی میں ایک پوتی ہو تو اسے میت کے ترکہ میں سے آدھا حصہ ملتا ہے[96]۔ بیٹیوں کی عدم موجودگی میں پوتیاں دو یا دو سے زیادہ ہیں تو ان کو دو تہائی ملتا ہے۔ جو ان کے درمیان برابر برابر تقسیم ہوتا ہے[97] میت کی ایک بیٹی ہو اور ساتھ پوتی یا پوتیاں ہوں تو اس صورت میں پوتی یا پوتیاں چھٹے حصے کی حقدار ہوتی ہیں۔ اگر بیٹیاں ایک سے زیادہ ہوں تو اس وقت پوتیاں میراث سے محروم ہوتی ہیں[98]۔ اور اگر دو یا زیادہ بیٹیوں بھی ہوں، پوتیاں بھی ہوں اور ساتھ میت کا پوتا (پڑپوتا، سکڑ پوتا) ہو تو پوتیاں محروم ہونے سے بچ جاتی ہیں اور عصبہ بالغیر بن جاتی ہیں[99]۔ یعنی اصحاب الفروض کو حصے دینے کے بعد ترکہ میں سے جو بچ جائے گا وہ پوتے اور پوتیوں (پڑپوتے اور پوتیوں یا سکڑ پوتے اور پوتیوں) میں للذكر مثل حذ الانثيين کے تحت تقسیم ہو جائے گا[100]۔ اگر میت کا بیٹا موجود ہو تو اس صورت میں پوتیاں، پوتے (نیچے تک) میراث کے حقدار نہیں رہتے۔ اسی طرح پوتیوں کے ساتھ پوتا ہو تو پڑپوتے، پڑپوتیاں، سکڑ پوتے، سکڑ پوتیاں مستحق میراث نہیں رہتے[101]۔ کیونکہ قاعدہ ہے "لا يزاد حق البنات علي الثلثين"[102]

viii حقیقی بہن

اگر ایک ہی حقیقی بہن ہو تو اس کو نصف (آدھا ترکہ) ملتا ہے[103]۔ دو یا دو سے زیادہ حقیقی بہنیں ہوں تو ان کو دو تہائی (جو ان سب میں برابر تقسیم ہوتا ہے) ملتا ہے[104]۔ اگر حقیقی بہن کے ساتھ بھائی بھی ہو تو حقیقی بہنیں عصبہ ہوں گی اور بھائی کو بہن کے دوگناہ حصہ ملے گا[105]۔ اگر حقیقی بہنوں کے ساتھ میت کی لڑکی (پوتی وغیرہ نیچے تک) میں سے کوئی ہو تو حقیقی بہنوں کو (لڑکی

اور پوتی کا حصہ دینے کے بعد) باقی ماندہ ترکہ ملے گا۔ اس حالت کو عصبہ مع لغیر[106] کہتے ہیں ۔اگر میت کے مذکر اولاد (لڑکا، پوتا، پڑپوتا) میں سے کوئی ہو تو اس صورت میں حقیقی بہن بھائی وراثت کے حقدار نہیں ہوتے[107]۔

ix علاتی بہن (باپ شریک بہن)

میت کی حقیقی بہن نہ ہو اور صرف ایک باپ شریک بہن ہو تو اسے ترکہ کا آدھا ملتا ہے[108]۔اگر حقیقی بہن نہ ہو اور علاتی بہنیں دو یا دو سے زیادہ ہوں تو انہیں میراث میں سے دو تہائی حصہ ملتا ہے جو اِن سب میں برابر تقسیم ہوتا ہے[109]۔اگر ایک حقیقی بہن ہو تو اس صورت میں علاتی بہن کو چھٹا حصہ ملے گا۔اگر ایک سے زیادہ حقیقی بہنیں ہوں تو علاتی بہنیں میراث کی حقدار نہیں ہوتیں ۔علاتی بہنوں کے ساتھ اگر علاتی بھائی بھی ہوں تو علاتی بہنیں، علاتی بھائیوں کے ساتھ عصبہ بالغیر ہو جاتی ہیں۔ اصحاب الفروض کی موجودگی میں مابقیہ ترکہ اور عدم موجودگی میں سارا ترکہ ان کو ملے گا۔اور آپس میں اس طرح تقسیم کریں گے کہ مذکر کو مونث کے دوگناہ ملے گا۔اگر علاتی بہنوں کے ساتھ میت کی مونث اولاد (بیٹی، پوتی، پڑپوتی نیچے تک) میں سے کوئی ہو تو علاتی بہنیں عصبہ مع الغیر ہوں گی[110]۔یعنی علاتی بہنوں کو (لڑکی اور پوتی کا حصہ دینے کے بعد) باقی ماندہ ترکہ ملے گا۔اگر علاتی بھائی بہن کے ساتھ میت کی مذکر اولاد (بیٹے، پوتے نیچے تک) یا میت کے والد (دادا، پڑدادا اوپر تک) میں سے کوئی ہو تو علاتی بہن بھائی ساقط ہو جاتے ہیں[111]۔ حقیقی بھائی کی موجودگی میں علاتی بہن بھائی میراث کے حقدار نہیں رہتے۔ اگر جب حقیقی بہن میت کی مونث اولاد (بیٹی، پوتی نیچے تک) کی وجہ سے بقیہ ماندہ ترکہ لے تو اس صورت میں بھی علاتی بھائی بہن وراثت کے مستحق نہیں رہتے۔

x ماں

اگر میت کی اولاد (لڑکا، لڑکی، پوتا، پوتی نیچے تک) میں سے کوئی ہو[112]۔یا میت کے تینوں قسموں (حقیقی، علاتی، اخیافی) کے بھائی بہنوں میں سے دو یا زیادہ ہوں تو ایسی صورت میں میت کی والدہ ترکہ کے چھٹے حصے کی حقدار ہوتی ہے[113]۔اگر میت کی اولاد اور تینوں قسموں کے بھائیوں میں سے کوئی بھی موجود نہ ہو تو اس وقت میت کی والدہ کل ترکہ کے ایک تہائی حصہ کی حقدار ہوتی ہے[114]۔اگر میت کے والد اور مونث میت کا خاوند یا مذکر میت کی بیوی موجود ہو[115] تو اس صورت میں میت کی والدہ کو شوہر یا بیوی کا حصہ دینے کے بعد بقیہ ترکہ میں سے ایک تہائی ملتا ہے[116]۔

xi **جده صحیحه** (دادی، دادا کی ماں، نانی)

جدہ صحیحہ اس مونث اصل بعید کو کہتے ہیں جس کا میت سے رشتہ جوڑنے میں جدِّ فاسد[117] کا واسطہ نہ آئے۔ جیسے باپ کی ماں، ماں کی ماں، دادا کی ماں۔اگر کوئی حاجب[118] (مانع) نہ ہو تو جدۂ صحیحۃ کو چھٹا حصہ ملتا ہے[119]۔ جدۂ صحیحہ درج ذیل صورتوں میں وراثت کی حقدار نہیں رہتی۔

- میت کی ماں موجود ہو تو جدۂ صحیحہ مستحق وراثت نہیں رہتی۔
- میت کے والد کی موجودگی میں دادی، پڑدادی حقدار نہیں رہتیں۔ البتہ نانی پھر بھی حقدار ہوتی ہے[120]۔

- میت کے دادا کی وجہ سے وہ دادیاں ساقط ہو جاتی ہیں جو دادا کے واسطہ سے میت کی رشتہ دار بنتی ہیں۔ جیسے دادا کی ماں، دادی اس صورت میں وراثت کی مستحق رہتی ہے کیونکہ وہ میت کے والد کی وجہ سے رشتہ دار بنتی ہے[121]۔
- دادی باپ کی وجہ سے وراثت سے محروم ہو جاتی ہے[122]۔ لیکن باپ موجود نہ ہو اور دادا موجود ہو تو پھر دادی محروم نہیں ہوتی بلکہ مستحقِ وراثت ہوتی ہے۔

2 عصبات

عصبہ کا لفظ عصوبہ سے ماخوذ ہے[123]۔ جس کے معنی گھیرنے کے آتے ہیں[124]۔ اس سے مراد میت کے پدری رشتہ دار ہوتے ہیں۔ یعنی بنوت، ابوت، اخوت، عمومت[125]۔ اصطلاح میں اس سے مراد میت کے وہ رشتہ دار جن کا حصہ قرآن وحدیث میں متعین نہیں ہے۔ تنہا ہونے کی صورت میں یہ لوگ تمام ترکہ اور ذوی الفروض کے ساتھ باقی ماندہ ترکہ کے مستحق ہوتے ہیں [126]۔ عصبہ کی دو قسمیں ہیں۔ 1۔ عصبۂ نفسی 2۔ عصبۂ سببی[127]۔

i عصبۂ نفسی

یہ وہ عصبہ ہیں جن کا میت کے ساتھ ولادت کا تعلق ہوتا ہے[128]۔

اس کی مزید تین قسمیں ہیں۔ 1۔ عصبہ بنفسہ، 2۔ عصبہ بغیرہ، 3۔ عصبہ مع غیرہ[129]

a عصبہ بنفسہ کی چار قسمیں[130]۔

- جزء میت : میت کی مذکر اولاد[131] یعنی فروع مذکر (بیٹا، پوتا، پڑپوتا نیچے تک)
- اصل میت : میت کے اصول مذکر[132] یعنی باپ، دادا، پڑدادا (اوپر تک)
- جزء اب میت : میت کے باپ کی مذکر نسل یعنی حقیقی بھائی پھر علاتی بھائی۔ پھر حقیقی بھائی کے لڑکے، پھر علاتی بھائی کے لڑکے اسی طرح نیچے تک[133]۔ حقیقی بھائی علاتی بھائی پر مقدم رہیں گے[134]۔
- جزء جدّ میت: میت کے دادا کی مذکر نسل[135] یعنی حقیقی چچا، پھر علاتی چچا، پھر حقیقی چچا کے بیٹے، پھر علاتی چچا کے بیٹے۔ اسی طرح نیچے تک۔ حقیقی چچا علاتی چچا پر مقدم رہیں گے[136]۔

b عصبہ بغیرہ: وہ عورتیں جو اپنے بھائیوں کی وجہ سے عصبہ ہوتی ہیں[137]۔ ان کا حصہ تنہا ہونے کی صورت میں نصف اور ایک سے زیادہ ہونے کی صورت میں دو تہائی ہوتا ہے۔ یہ کل چار عورتیں ہیں۔ بیٹی، پوتی، حقیقی بہن، علاتی بہن۔

c عصبہ مع غیرہ: وہ عورتیں جو فروعِ مؤنث (بیٹی، پوتی، پڑپوتی نیچے تک) کی موجودگی میں عصبہ بنتی ہیں[138]۔ یہ صرف دو عورتیں ہیں۔ حقیقی بہن، علاتی بہن۔

ii عصبۂ سببی[139]

اسے ولاء عتق بھی کہتے ہیں۔وَلاء اس میراث کو کہتے ہیں جو غلام کی مدد(آزاد کرنے) کی وجہ سے ملتی ہے۔عصبۂ سببی وہ عصبہ ہے جو آزاد کردہ غلام کا مالک ہوتا ہے[140]۔ جب اس آزاد کردہ غلام کے کوئی بھی اصحاب الفرائض اور عصبات نفسی موجود نہ ہوں تو اس صورت میں اس آزاد کردہ غلام کی وراثت کا حقدار وہ مولی ہوتا ہے جس نے اس غلام کو آزاد کیا ہو۔

iii ذوی الارحام[141]

میت کے وہ رشتہ دار جن کا حصہ قرآن وحدیث میں مقرر نہیں ہے ،نہ اجماع سے طے پایا ہے اور نہ وہ عصبات ہیں[142]۔ جیسے پھوپھی،خالہ،ماموں،بھانجہ اور نواسہ [143]۔ اصحاب الفرائض اور عصبات کی عدم موجودگی میں الاقرب فالاقرب والے قاعدے کے تحت ذوی الارحام میراث کے مستحق قرار پاتے ہیں۔[144]

ذوی الارحام کی چار قسمیں ہیں[145]۔

پہلی قسم :وہ ذوی الارحام ہیں جو میت کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔یعنی بیٹی کی مذکر ومؤنث اولاد(نواسہ،نواسی،پرنواسہ،پرنواسی نیچے تک)پوتی کی مذکر ومؤنث اولاد نیچے تک۔

دوسری قسم : وہ ذوی الارحام ہیں جن کی طرف میت منسوب ہوتی ہے۔یعنی جدّ فاسد(نانا،اور نانا کا باپ اوپر تک) جدّۂ فاسدہ(نانا کی ماں،نانا کی ماں کی ماں۔

تیسری قسم :وہ ذوی الارحام جو میت کے والدین کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔یعنی حقیقی،علاتی اور اخیافی بہن کی مذکر ومؤنث ا ولاد[146]۔ حقیقی،

علاتی اور اخیافی بھائی کی لڑکیاں(اور ان بھائیوں کے لڑکوں، پوتوں کی لڑکیاں)۔اخیافی بھائیوں کے لڑکے (اور ان لڑکوں کی مذکر ومؤنث اولاد)

چوتھی قسم : وہ ذوی الارحام ہیں جو میت کے دادا اور دادی کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔جیسے باپ کی حقیقی،علاتی اور اخیافی بہنیں (پھوپھیاں)اور ان سب پھوپھیوں کے لڑکے لڑکیاں نیچے تک۔باپ کے اخیافی بھائی(میت کے اخیافی چچا)اور ان کے لڑکے لڑکیاں نیچے تک۔ماں کے حقیقی،علاتی اور اخیافی بھائی(ماموں)اور ان کے لڑکے لڑکیاں نیچے تک۔ماں کی حقیقی،علاتی اور اخیافی بہنیں(خالہ)اور ان خالاؤں کی مذکر مؤنث اولاد نیچے تک۔

نوٹ : الاقرب فالاقرب تقسیم وراثت میں ایک بنیادی قاعدہ ہے[147]۔ قرب والا رشتہ دار موجود ہو تو دور والا مستحقِ وراثت نہیں رہتا۔اسی طرح جتنا قریب والا ہو گا اسی ترتیب سے حقدار قرار پائے گا[148]۔

میراث میں اسلام کے یہودیت سے امتیازات

مذکر و مونث دونوں کا حصہ : یہودیت میں اصلا مؤنث وارث کو میراث سے محروم کیا گیا ہے[149]۔ جبکہ اسلام میں اس کی قرابت داری اور ضروریات دونوں کو مد نظر رکھ کر اسے میراث سے نوازا گیا ہے۔بیٹی،بیوی،ماں، حقیقی بہن، باپ شریک بہن،ماں شریک بہن،پوتی اور دادی و نانی اصحاب الفروض میں شامل ہیں۔جبکہ عصبہ اور ذوی الارحام میں بھی مؤنث رشتہ دار شریک ہیں[150]۔

بڑے بیٹے اور باقی بیٹوں میں برابری: یہودیت میں بڑے بیٹے کو باقی بیٹوں کی نسبت دوگناہ حصہ دیا جاتا ہے [151]۔ جبکہ اسلام میں بڑے بیٹے اور باقی بیٹوں کو برابر حصہ ملتا ہے [152]۔

بیٹی حقدار میراث: یہودیت میں بیٹی اصلاوارث نہیں۔ اسے تب میراث ملے گی جب بیٹوں اور پوتوں میں سے کوئی بھی نہ ہو۔ اور اس کے ساتھ ساتھ وہ شادی بھی نہ کرے۔ اور اگر شادی کرے بھی تو صرف خاندان میں ہی کرے۔[153] جب کہ اسلام میں بیٹی کسی بھی صورت میں میراث سے محروم نہیں رہتی [154]۔

والدین کا متعین حصہ: یہودیت میں والدین خصوصاوالدہ کو میراث سے یکسر محروم رکھا گیاہے [155]۔ اور والد کا بھی کوئی متعین حصہ نہیں ہے۔ محمد یوسف موسی نے اپنی کتاب الترکہ والیراث میں اتنی بات لکھی ہے کہ جب میت کا کوئی بیٹا اور بیٹی نہ ہوں تو اس کی میراث اس کے والد کو ملے گی اور وہ بھی نہ ہوں تو میت کے مؤنث ہونے کی صورت میں میراث والد کے والد اور اس کی عدم موجودگی میں اس کے دادا کے والد کو میراث ملے گی۔ اگر میت مذکر ہو تو مذکر و مؤنث اولاد کی عدم موجودگی میں والد اور اس کے نہ ہونے کی صورت میں بھائیوں کو ملے گی۔ [156] جبکہ اسلام میں بعض صورتوں میں والد چھٹا حصہ، بعض میں ساتھ بقیہ ترکہ بھی اور بعض صورتوں میں کل ترکہ کا حقدار ہوتا ہے۔ اسی طرح والدہ بعض صورتوں میں چھٹا اور بعض میں ایک تہائی حصہ کی مستحق قرار پاتی ہے [157]۔

خاوند / بیوی کا حصہ: یہودیت میں خاوند تو بعض حالات میں بیوی کی میراث کا مستحق ہوتا ہے [158] لیکن بیوی کسی بھی صورت میں خاوند کی میراث کی مستحق نہیں ہوتی [159]۔ جبکہ اسلام میں خاوند بعض صورتوں میں آدھے حصے اور بعض صورتوں میں چوتھے حصے کا جبکہ بیوی بعض حالات میں چوتھے اور بعض میں آٹھویں حصہ کی حقدار قرار پاتی ہے [160]۔

مذکر کی وجہ سے مؤنث کا شریک وراثت ہونا: یہودیت میں مذکر موجود ہو تو مؤنث محروم وراثت ہو جاتی ہے [161]۔ اسلام میں بھائی کی وجہ سے بہن، بیٹے کی وجہ سے بیٹی عصبہ بغیرہ بنتی ہے۔ دادی دادا کی وجہ سے محروم وراثت نہیں ہوتی۔ گویا کہ اسلام میں کسی مذکر کی وجہ سے کوئی مؤنث وراثت سے محروم نہیں رہتی [162]۔

بیت المال حقدار وراثت: یہودیت میں جب قریبی رشتہ دار نہ ہوں تو میت کی وراثت کا حقدار وہ شخص ہو گا جو سب سے پہلے اس میراث پر قبضہ کرلے گا [163]۔ جب کہ اسلام میں ایسا نہیں ہے۔ جب کسی صورت میں میت کا کوئی بھی رشتہ دار موجود نہ ہو تو اس کی وراثت بیت المال کو جاتی ہے اور وہ مصالح امت میں استعمال ہوتی ہے۔

ایک تہائی مال تک میں وصیت کی اجازت: یہودیت میں مورث انتقال سے پہلے تمام مال کسی کو بھی وصیت میں ہدیہ یا ہبہ کر سکتا ہے [164]۔ جب کہ اسلام نے مورث و وارث دونوں کے حقوق کی رعایت کی ہے۔ مورث کو ایک تہائی مال کے وصیت کرنے کی اجازت دی ہے۔ تا کہ وہ بھی اپنی مرضی کا تصرف کر سکے۔ اور تمام مال کے وصیت کرنے سے منع کیا ہے تا کہ وارثین کو نقصان ہونے سے بچایا جائے [165]۔

یہ اسلام کے امتیازات ہیں جن کی بدولت یہ کہا جاسکتا ہے کہ اسلام ایسا دین ہے کہ جس میں بچے سے لے کر بوڑھے تک اور مرد سے لے کر عورت تک تمام قسم کے لوگوں کے حقوق کی رعایت کی گئی ہے۔اور کسی کو بھی نقصان زدہ نہیں کیا گیا[166]۔

اسلام دینِ فطرت ہے:

اسلام کے قوانین وراثت میں غور و فکر کرنے سے یہ بات ہو جاتی ہے کہ اسلام نے فطرتی تقاضوں کو مد نظر رکھتے ہوئے میت کے قریبی رشتہ داروں کی قربت کا لحاظ کر کے قانونِ وراثت ترتیب دیے[167]۔ اور مرد و عورت ہر ایک کی ضروریات و ذمہ داریوں کو مد نظر رکھ کر تعلیمات دیں[168]۔

خلاصہ:

زیر نظر مقالہ میں یہودیت اور اسلام کے تصور میراث کو واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔اور ساتھ ساتھ اس بات کو بھی واضح کیا گیا ہے کہ یہودیت میں وراثت کے قوانین کسی خاص منہج و اسلوب کے مطابق نہیں اور عورت کو بہت سے موقعوں پر وراثت سے محروم رکھا جاتا ہے[169]۔ اسی طرح کئی انتہائی قریبی رشتہ دار بھی وراثت سے محروم رہتے ہیں جیسا کہ والدین[170]۔ جبکہ اسلام کے قوانین وراثت میں میت کے قرب کے اعتبار سے رشتہ داروں کو میراث میں سے حصہ ملتا ہے[171] اور ہر مرد و عورت کو اس کی ضروریات و ذمہ داریوں کے حساب سے حصہ دیا جاتا ہے[172]۔

حواشی و مصادر

1 http://www.quick-facts.co.uk/religion/semitic.html 02-01-201

2 https://ur.wikipedia.org/wiki/%DB%8C%DB%81%D9%88%D8%AF%DB%8C%D8%AA 05-12-2017

3 المتعافی،رضوان شافعی،المواریث فی الشریعة والقانون،المطبعة السلفیة القاہرة1955، ص11

4 کیرانوی، مولانا وحید الزمان قاسمی، قاموس الوحید،ادارہ اسلامیات لاہور کراچی، ص1835

5 براج،الدکتور جمعه محمد محمد،الحکام المیراث فی الشریعة الاسلامیة،دارالفکر للنشر والتوزیع، عمان،الطبعه الاولی،1981،ص20-21

6 مغربی، عبد المجید، المنهل الفائز فی علم الفرائض،المطبعة الادبیة، بیروت،1322ھ،ص19

7 http://almerja.net/reading.php?i=0&ida=32&id=1&idm=6358 12-11-2017

8 https://www.google.com.pk/amp/s/www.tunisia-sat.com/forums/threads/3399693/%3famp=1462907979

9 محمد حافظ صبری، المقارنات والمقابلات بین احکام المرافعات و الحدود فی شرع الیهودی ونظائرها

من الشريعة الاسلامية، مطبعة امين هنديه مصر، 1902، ص234-237

10 د/احمد شلبی، مقارنة الاديان:اليهودية، مكتبه النهضه المصريه ، الطبعه الرابعه 1948، ص 301-302

11 عہد نامہ قدیم، تورات، استثناء21: 15-17

12 پہلوٹھاپن (Primogeniture) ایک حق، قانون یا ضابطہ ہے جس کے تحت پہلوٹھا بیٹا، بڑی بیٹیوں، ناجائز بڑے بیٹوں، چھوٹے بیٹوں یا متوازی رشتہ داروں کے مقابلے میں والدین کا وارث ہو جاتا ہے۔ عھد نامہ قدیم۔ التوراۃ، استثناء، باب 21، آیات 15 تا17

13 عہد نامہ قدیم، التوراۃ، پیدائش، باب 15، آیت 3

14 ایضاً: باب 21، آیت10

15 ایضاً: باب 25، آیت6

16 ایضاً: باب49

17 یوسف علیہ السلام کا بیٹا اور یعقوب علیہ السلام کا پوتا جسے یعقوب علیہ السلام کے بیٹوں کی موجودگی میں میراث دی گئی۔

18 ایضاً

19 مشہور پیغمبر ہیں۔ اسحاق علیہ السلام کے بیٹے، ابراہیم علیہ السلام کے پوتے، اور یوسف علیہ السلام کے والد ہیں۔

20 عہد نامہ قدیم، التوراۃ، پیدائش، باب 48، آیت 5-6

21 عہد نامہ قدیم۔ تورات، گنتی27: 1-8

22 عہد نامہ قدیم، تورات، گنتی36: 8

23 عہد نامہ قدیم، ایوب، باب 42، آیت 15

24 راخل اور لیاہ یہ لابن کی دو بیٹیاں تھیں۔ ان کی شادی یکے بعد دیگرے حضرت یعقوب علیہ السلام سے ہوئی۔ عھد نامہ قدیم، تورات، پیدائش29-31

25 ایضاً

26 عہد نامہ قدیم، تورات، پیدائش31: 14

27 صلاحفاد یوسفؑ کے بیٹے منسّی کے کنبے کا تھا۔ اس کا پورا نام صلاحفاد بن حفر بن جلعاد بن مکیر بن منسّی بن یوسف تھا۔ اس کی پانچ بیٹیاں تھیں۔ محلاہ، نوعاہ، حجلاہ، ہلکاہ، اور ترزضہ۔ عھد نامہ قدیم، تورات، گنتی27: 1-12

28 عہد نامہ قدیم، تورات، گنتی27: 8

29 عہد نامہ قدیم، التوراۃ، گنتی، باب 27، آیات 7 تا 11

30 عہد نامہ قدیم، التوراۃ، گنتی، باب 36، آیات 6 تا 9

31 ava Batra 115a (BAVA BATRA;Talmudic Aramaic: "The Last Gate") is the third of the three tractates in the Talmud in the order Nezikin; it deals with a person's responsibilities and rights as the owner of property. It is part of Judaism's oral law)

32 Maimonides, "Yad," Naḥalot, i. 1-3; Shulḥan 'Aruk, Ḥoshen Mishpaṭ,276,1

(موسیٰ بن میمون تلفظ: موشیہ بن میمون. بارہویں صدی کے مشہور یہودی حاخام، فلسفی، طبیب اور تورات کے عالم تھے۔ موسیٰ بن میمون 1135 عیسوی میں اور دوسری روایت کے مطابق 30 مارچ 1138 کو قرطبہ، سپین میں پیدا ہوئے۔ ان کا انتقال فسطاط ہی میں 13 دسمبر 1204 کو ہوا اور انہیں طبریہ موجودہ اسرائیل میں، بحیرہ طبریہ کے کنارے میں سپردِ خاک کیا گیا۔

33 kinsman; B. B. 111b

34 Inheritance Laws and Charitable Giving in the Bible,Book of Mormon, and Ancient Civilizations By John W. Welch.Article

35 Yebamot or yebamoth, 67a (The Talmud of the land of Israel)

36 Raymond Westbrook and Bruce Wells, Everyday Law in Biblical Israel (Louisville.KY: Westminster John Knox, 2009), 101-104

37 عبدالمتعال الصعیدی، المیراث فی الشریعة الاسلامیه والشرائع السماویه والوضعیه، الطبعه المحمودیه مصر، ط1934، 2، ص10-11

38 عہد نامہ قدیم، التوراۃ، پیدائش، باب 48، آیت 5-6

39 B'NAI BRITH LAW JOURNAL MARCH 2009 VOLUME 1, NUMBER 1,The Jewish Laws of Inheritance and Estate Plannind in Canada (Rachel L. Blumenfeld) Pages 24-35

40 Boston College International and Comparative Law Review, Volume 23, Issue 2, Article 2, The Inheritance Rights of Women Under Jewish and Islamic Law by Mary F. Radford Pages 135-185

41 B'NAI BRITH LAW JOURNAL MARCH 2009 VOLUME 1, NUMBER 1,The Jewish Laws of Inheritance and Estate Plannind in Canada (Rachel LBlumenfeld)

42 http://www.jewishencyclopedia.com/articles/8114-inheritance 5-10-2017

43 http://www.jewishencyclopedia.com/articles/8114-inheritance 5-10-2017

44 *Halizah* (or *Chalitzah* ; Hebrew:)is, under the Biblical system of levirate marriage known as Yibbum, the process by which a childless widow and a brother of her deceased husband may avoid the duty to marry.The process involves the widow making a declaration, taking off a shoe of the brother (i.e. her brother-in-law), and spitting in his face. Through this ceremony, the

brother and any other brothers are released from the obligation of marrying the woman for the purpose of conceiving a child which would be considered the progeny of the deceased man. The ceremony of chalitzah makes the widow free to marry whomever she desires (Deuteronomy 25:5-10).

45 یہ یہودی ازم میں ایک رسم ہے۔ جس میں چھوٹا بھائی اپنی بے اولاد بیوہ سے شادی کرتا ہے۔ تاکہ بھائی کی نسل باقی رہے۔ عہد نامہ قدیم، تورات، پیدائش38: 1-30

46 عہد نامہ قدیم، تورات، پیدائش38

47 http://www.jewishencyclopedia.com/articles/8114-inheritance 5-10-2017

48 Inheritance Laws and Charitable Giving in the Bible,Book of Mormon, and Ancient Civilizations By John W. Welch.Article

49 http://www.jewishencyclopedia.com/articles/8114-inheritance 5-10-2017

50 Inheritance Laws and Charitable Giving in the Bible,Book of Mormon, and Ancient Civilizations By John W. Welch.Article

51 inheritance (“ yerusbah,” nahalah”) By: Jocobs, Julius H. Greenstone

52 B’NAI BRITH LAW JOURNAL MARCH 2009 VOLUME 1, NUMBER 1,The Jewish Laws of Inheritance and Estate Plannind in Canada (Rachel L. Blumenfeld)

53 Raymond Westbrook and Bruce Wells, Everyday Law in Biblical Israel (Louisville.KY:Westminster John Knox, 2009), 101-104

54 http://www.jewishencyclopedia.com/articles/8114-inheritance 5-10-2017

55 عہد نامہ قدیم، تورات، استثناء21: 15-17

56 ایضاً

57 عہد نامہ قدیم، تورات، عدد36: 3 ایضاً: عہد نامہ قدیم، تورات، پیدائش31: 14

58 http://forum.brg8.com/t239310.html 5-11-2017

59 https://www.tunisia-sat.com/forums/threads/3399693/ 5-11-2017

60 سعود ابن شمعون،الاحکام الشرعیه فی الاحوال الشخصیة للاسرائیلین، مطبعة کومین قاهره،ط 1912،ص 44

61 عہد نامہ قدیم، تورات، گنتی27: 11

62 http://forum.brg8.com/t239310.html 5-11-2017

63 عہد نامہ قدیم، تورات، گنتی27: 11

64 عبد المتعال الصعیدی، المیراث فی الشریعة الاسلامیه والشرائع السماویه والوضعیه، الطبعه

المحموديه مصر،ط1934،2،ص10-11

[65] أبو عبد الله محمد بن عمر بن الحسن الملقب بفخر الدين الرازي، مفاتيح الغيب ،التفسير الكبير، داراحياء التراث العربي، بيروت،ط3، 1420،ص508/9

[66] الشامي، لإمام محمد امين إبن عابدين 1252 ھ،تحقيق ابو بلال جمال بن عبد العال، الدار العالمية القاهرة،مصر،الطبعة الأولى 2012، ج5،ص534

[67] آباؤكم وابنائكم لا تدرون ايهم اقرب لكم نفعا(النساء:11/4)

[68] ترك الوالدان والاقربون(النساء:7/4)

[69] النساء:11/4

[70] النساء:11/4

[71] برّاج،د/محمد محمد،احكام الميراث في الشريعة الاسلامية،دار الفكر للنشروالتوزيع،عمّان،ط اولى، 1981،ص 26

[72] الحنفی ،سراج الدين محمد بن عبد الرشيد،السراجی فی الميراث،مكتبه علميه ملتان،طبعه اولی،ص3

[73] محمد عبد الحئ،الشريفية ،شرح السراجية في علم الفرائض للسجاوندي. مكتبة شوكة الاسلام، ط2011،ص4

[74] السجاوندی،محمدبن محمد بن عبدالرشيدم358ھ،السراجية في علم الفرائض،قديمی كتب خانه كراچی،ص3

[75] *اصحاب الفرائض کے حصص قرآن وسنت اور اجماع سے ثابت ہیں۔*

[76] الحنفی،سراج الدين محمد بن عبد الرشيد،السراجی فی الميراث،مكتبه علميه ملتان،طبعه اولی،ص4

[77] النساء:11/4

[78] النساء:11/4

[79] زين الدين بن عبد الرحمن بن احمد الصلامی،جامع العلوم والحكم في شرح خمسين حديثامن جوامع الكلم، مؤسسة الرسالة بيروت،2001،ص427/2

[80] النساء:11/4

[81] ابن بطال أبو الحسن علي بن خلف،شرح صحيح البخاری لابن بطال،مكتبة الرشد،السعودية، الرياض،ط 2003م،ص346/8

[82] ایضاً: ص8/349-351

[83] أبو محمد محمود بن أحمد بن موسى بن أحمد بن حسين الغيتابى الحنفى بدر الدين العينى،المحقق أبو تميم ياسر بن إبراهيم،نخب الأفكار في تنقيح مباني الأخبار في شرح معاني الآثار، وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية قطر،2008 م،ص217/16

[84] ابن بطال أبو الحسن علي بن خلف ، شرح صحيح البخاری لابن بطال، مكتبة الرشد - السعودية،

الرياض،ط 2003م،ص359/8

85 ایک ماں باپ سے ہوں تو حقیقی بھائی بہن، باپ شریک ہوں تو علاتی بھائی بہن اور ماں شریک ہوں تو اخیافی بھائی بہن کہلاتے ہیں

86 النساء:12/4

87 وله اخ او اخت ولكل واحد منهما السدس(النساء:12/4)

88 اولاد عام ہے خواہ مذکر ہو یا مونث اور اسی شوہر سے ہو یا سابقہ شوہر سے۔ البتہ اولاد کا میت کی وفات تک زندہ رہنا ضروری ہے۔ جو اولاد پہلے وفات پا چکی ہو اس کا اعتبار نہیں ہوتا۔

89 النساء:12/4

90 ایضاً

91 النساء:12/4

92 النساء:11/4

93 المظهري، محمد ثناء الله، التفسير المظهري، المحقق غلام نبي التونسي،1412ه،ص22/2

94 ایضاً:ص23

95 أبو الوليد سليمان بن خلف بن سعد الباجي، المنتقى شرح الموطإ، مطبعة السعادة مصر، الطبعة الأولى، 1332 هـ،ص224/6

96 الحنفى،سراج الدين محمد بن عبد الرشيد،السراجى فى الميراث،مكتبه علميه ملتان،طبعه اولى،ص8

97 النساء:11/4

98 ابن بطال أبو الحسن علي بن خلف،شرح صحيح البخارى لابن بطال،مكتبة الرشد،السعودية، الرياض ط 2003م،ص349/8

99 الحنفى،سراج الدين محمد بن عبد الرشيد،السراجى فى الميراث،مكتبه علميه ملتان،طبعه اولى،ص8

100 المظهري،محمد ثناء الله،التفسير المظهري،المحقق غلام نبي التونسي،ط 1412 هـ،ص23/2-24

101 محمد عبد الحى،الشريفية - شرح السراجية في علم الفرائض للسجاوندي.مكتبة شوكة الاسلام،ط 2011،ص28

102 دربھنگوی، مولانا اشتیاق احمد، طرازی شرح سراجی، مکتبہ عمر فاروق کراچی، 2009، ص75

103 له أخت فلها نصف ما ترك(النساء:176/4)

104 فإن كانتا اثنتين فلهما الثلثان مما ترك(النساء:176/4)

105 وإن كانوا إخوة رجالا ونساء فللذكر مثل حظ الأنثيين(النساء:176/4)

106 البخارى، محمد بن اسماعيل، بخارى شريف، قدیمی کتب خانہ، کراچی، ص997/2(رقم الحدث 6479) (كتاب الفرائض)

[107] أبو زكريا محيي الدين يحيى بن شرف النووي، المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج، دار إحياء التراث العربي بيروت،ط 11،1392:ص53

[108] النساء:176/4

[109] النساء:176/4

[110] محمد انور شاه بن معظم شاه ، فيض الباري علي صحيح البخاري، المحقق محمد بدر عالم مير تهي، دار الكتب العلمية لبنان،2005م،ص332/6

[111] أبو زكريا محيي الدين يحيى بن شرف النووي، المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج، دار إحياء التراث العربي بيروت،ط 11،1392: 53-54

[112] ولأبويه لكل واحد منهما السدس مما ترك(النساء:11/4)

[113] ایضاً

[114] فإن لم يكن له ولد وورثه أبواه فلأمه الثلث(النساء:11/4)

[115] (مسئلة عمرتين)صارم، فاروق اصغر،فقه المواريث، مكتبہ نعمانیہ، گجرانوالہ،طبعہ اولی،ص24

[116] فإن لم يكن له ولد وورثه أبواه فلأمه الثلث(النساء:11/4)

[117] میت کا اس سے رشتہ جوڑنے میں مونث کا واسطہ ہو۔ جیسے نانا(میت کی والدہ واسطہ)اور جدّۂ فاسدہ وہ ہے جس کا مؤنث سے رشتہ جدّ فاسد کے واسطے سے جڑے(جیسے نانا کی والدہ)

[118] مانع اور حاجب لغۃً مترادف ہیں۔ اصطلاحا: ذات میں پائے جانے والے وصف(قتل،کفر وغیرہ) کی وجہ سے وراثت سے محرومی "منع" اور کسی دوسرے شخص کی وجہ سے وراثت سے محرومی "حجب" کہلاتی ہے۔

[119] ابن ماجة أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، وماجة اسم أبيه يزيد، سنن ابن ماجه، دار إحياء الكتب العربية فيصل عيسى البابي الحلبي،ص909/2

[120] محمد عبد الحی،الشريفية ،شرح السراجية في علم الفرائض للسجاوندي،مكتبة شوكة الاسلام، ط2011،ص46

[121] عبد المحسن بن محمد المنيف،شرح حديث ابن عباس في الفرائض، الجامعة الإسلامية بالمدينة المنورة, 2004م،ص94/1-108

[122] محمد عبد الحئ،الشريفية، شرح السراجية في علم الفرائض للسجاوندي،مكتبة شوكة الاسلام، ط2011،ص42

[123] د/أحمد مختار عبد الحميد عمر،معجم اللغة العربية المعاصرة،عالم الكتب،1429ھ،ص1506/2

[124] أيوب بن موسى الحسيني،أبو البقاء الحنفي،تحقيق عدنان درويش محمد المصري، الكليات معجم في المصطلحات والفروق اللغوية، مؤسسة الرسالة بيروت،ص598/1

[125] محمد بن أبي الفتح بن أبي الفضل البعلي،محمود الأرناؤوط وياسين محمود الخطيب، المطلع على

ألفاظ المقنع،مكتبة السوادي للتوزيع،ط1،2003: 367

[126] القاضي عبد النبي بن عبد الرسول الأحمد نكري، دستور العلماء،جامع العلوم في اصطلاحات الفنون، دارالكتب العلمية - لبنان،بيروت،2000م،ص231/2

[127] محمد رواس قلعجي،حامد صادق قنيبي،معجم لغة الفقهاء، دار النفائس للطباعة والنشر والتوزيع، ط2، 1408 هـ،313/1

[128] لطیا ّ

[129] لطیا ّ

[130] لطیا ّ

[131] اس کو رشتہ بنوت بھی کہا جاتا ہے۔

[132] اس کو رشتہ ابوت بھی کہا جاتا ہے۔

[133] اس کو رشتہ اخوت بھی کہا جاتا ہے۔

[134] أيوب بن موسى الحسيني،أبو البقاء الحنفي،تحقيق عدنان درويش محمد المصري،الكليات معجم في المصطلحات والفروق اللغوية، مؤسسة الرسالة بيروت،ص598/1

[135] اس کو رشتہ عمومت بھی کیا جاتا ہے۔

[136] الاقرب فالاقرب أبو زكريا محيي الدين يحيى بن شرف النووي، المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج دار إحياء التراث العربي بيروت،ط 11،1392،ص53

[137] محمد بن أبي الفتح بن أبي الفضل البعلي، محمود الأرناؤوط وياسين محمود الخطيب، المطلع على ألفاظ المقنع،مكتبة السوادي للتوزيع،ط1،2003،ص367

[138] لطیا ّ

[139] اسے مولی العتاقہ بھی کہتے ہیں۔اس سے مراد وہ مالک ہوتا ہے جس نے اپنے غلام کو آزاد کیا ہو۔اس غلام کے وارث حقیقی نہ ہوں تو یہ آزاد کرنے والا مالک اس غلام کی وراثت کا حقدار ہوتا ہے۔

[140] محمد رواس قلعجي،حامد صادق قنيبي، معجم لغة الفقهاء، دار النفائس للطباعة والنشر والتوزيع ،ط2، 1408 هـ،313/1-314

[141] محمد رواس قلعجي،حامد صادق قنيبي، معجم لغة الفقهاء،دار النفائس للطباعة والنشر والتوزيع، ط2، 1408 هـ،215/1

[142] محمدعبد الحى، الشريفية، شرح السراجية في علم الفرائض للسجاوندي،مكتبة شوكة الاسلام ط2011،ص12

[143] محمد عميم الإحسان المجددي البركتي، التعريفات الفقهية، دار الكتب العلمية (إعادة صف للطبعة القديمة في باكستان 1407هـ - 1986م)، الطبعة: الأولى، 1424هـ - 2003م،ص172/1

[144] ناصر بن عبد السيد أبى المكارم ابن على، أبو الفتح، برهان الدين الخوارزمي المُطَرِّزِىّ، المغرب في ترتيب المعرب، دار الكتاب العربي،ص461/1

[145] الدكتور سعدي أبو حبيب، الكتاب: القاموس الفقهي لغة واصطلاحا، دار الفكر. دمشق سورية، الطبعة الثانية 1408 هـ1988 م،ص145/1-147

[146] أبو عُبيد القاسم بن سلاّم بن عبد الله الهروي ،المحقق: د. محمد عبد المعيد خان، غريب الحديث، مطبعة دائرةالمعارف العثمانية،حيدر آباد الدكن،1964م،ص84/2

[147] ناصر بن عبد السيد أبى المكارم ابن على، أبو الفتح، برهان الدين الخوارزمي المُطَرِّزِىّ، المغرب في ترتيب المعرب، دار الكتاب العربي،ص376/1

[148] محمد رواس قلعجي،حامد صادق قنيبي،معجم لغة الفقهاء،دار النفائس للطباعة والنشر والتوزيع، ط1408،2 هـ، ص148/1

[149] https://www.ehtelalnews.com

[150] النساء:7/4-12

[151] عهدنامه قديم،توراة،سفر التثنيه21: 15-17

[152] النساء:11/4

[153] عهدنامه قديم،تورات،عدد 36: 8

[154] النساء:11/4-12

[155] http://www.soutalomma.com

[156] د/محمد يوسف موسى، التركه والميراث فى الاسلام،دار المعرفه القابره،ص41

[157] محمد مصطفى شلبى،احكام المواريث بين الفقه والقانون،مطبعة صلاح الدين اسكندريه، ط 1967، ص31

[158] http://www.alkanisa.org/article-81.html 12-11-2017

[159] http://almerja.net/reading.php?i=0&ida=32&id=1&idm=6358 12-11-2017

[160] النساء:11/4-12،176

[161] http://forum.brg8.com/t239310.html 12-11-2017

[162] محمد عبد الحئ،الشريفية، شرح السراجية في علم الفرائض للسجاوندي.مكتبة شوكة الاسلام، ط2011 ،ص42

[163] عبد المتعال الصعيدى،الميراث فى الشريعة الاسلاميه والشرائع السماويه والوضعيه،الطبعه المحموديه مصر، ط1934،2،ص10-11

[164] http://www.lawjo.net/vb/showthread.php?

[165] البقرة:180/2-182،المائده:106/5

[166] براج، الدكتور جمعه محمد محمد،الحكام الميراث فى الشريعة الاسلامية،دارالفكر للنشر والتوزيع،

عمان، الطبعه الاولى، 1981، ص742

[167] محمد رواس قلعجي، حامد صادق قنيبي، معجم لغة الفقهاء، دار النفائس للطباعة والنشر والتوزيع، ط2، 1408 هـ، ص148/1

[168] عبد المتعال الصعيدى، الميراث فى الشريعة الاسلاميه والشرائع السماويه والوضعيه، الطبعه المحموديه مصر، ط 1934، 2 مقدمه

[169] https://www.ehtelalnews.com

[170] http://www.soutalomma.com/Article

[171] محمد رواس قلعجي، حامد صادق قنيبي، معجم لغة الفقهاء، دار النفائس للطباعة والنشر والتوزيع، ط2، 1408 هـ، ص148/1

[172] عبد المتعال الصعيدى، الميراث فى الشريعة الاسلاميه والشرائع السماويه والوضعيه، الطبعه المحموديه مصر، ط 1934، 2مقدمه-